بسم اللہ الرحمن الرحیم

تنخواہ دار جو اپنی اکثر تنخواہ گھر دیتا ہے، اس پہ قربانی کا حکم

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

اگر ایک شخص تنخواہ دار ہے، اور کنوارہ ہے، اور وہ اپنی تنخواہ کا بیشتر حصہ گھر دیتا ہے، کیا ایسے شخص پر قربانی واجب ہے؟

جواب

قربانی ہر اس عاقل بالغ مقیم مسلمان پر واجب ہوتی ہے، جس کے پاس ایام قربانی میں حاجات اصلیہ سے زائد بقدر نصاب مال (ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت) موجود ہو، اور قرض ہونے کی صورت میں قرض کی رقم نکالنے کے بعد بقیہ مال بقدر نصاب مال بنتا ہو، لہذا اگر تنخواہ کا اکثر حصہ گھر میں دینے کے باوجود قربانی کے دنوں میں حاجت اصلیہ کے علاوہ اور قرض ہو تو اسے نکالنے کے بعد، اس کی ملکیت میں نصاب کی مقدار برابر مال ہو، اور وہ عاقل بالغ اور مقیم مسلمان ہو، تو اس پر قربانی واجب ہوگی، اور اگر ان میں سے ایک بھی شرط نہ پائی جائے، تو اس پر قربانی واجب نہیں ہوگی۔

درمختار میں ہے "فتجب التضحیة...علی حر مسلم مقیم موسر عن نفسه "ترجمہ: ہر آزاد، مسلمان، مقیم شخص پر اپنی طرف سے قربانی واجب ہوتی ہے۔ (الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الاضحیۃ، جلد 9، ص 521، مطبوعہ: کوئٹہ)

قربانی واجب ہونے کا نصاب بیان کرتے ہوئے علامہ ابو بکر بن مسعود کاسانی حنفی (متوفی 587ھ) فرماتے ہیں: ”فلا بد من اعتبار الغنی وھو أن یکون فی ملکه مائتا درھم أو عشرون دینارا أو شیء تبلغ قیمته ذلك سوی مسکنه وما یتأثث به وکسوته و خادمه وفرسه وسلاحه وما لا یستغنی عنه“ ترجمہ: (قربانی میں) مالداری کا اعتبار ہونا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کی ملکیت میں دو سو درہم (ساڑھے باون تولہ چاندی) یا بیس دینار (ساڑھے سات تولہ سونا) ہوں یا رہائش، خانہ داری کے سامان، کپڑے، خادم، گھوڑا، ہتھیار اور وہ اشیاء جن کے بغیر گزارہ نہ ہو، ان کے علاوہ کوئی ایسی چیز ہو، جو اتنی مالیت کو پہنچتی ہو۔ (بدائع الصنائع، کتاب التضحیۃ، ج 4، ص 196، مطبوعہ: کوئٹہ)

امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: "قربانی واجب ہونے کے لیے صرف اتنا ضرور ہے کہ وہ ایام قربانی میں اپنی تمام اصل حاجتوں کے علاوہ ۵۶ روپیہ کے مال کا مالک ہو، چاہے وہ مال نقد ہو یا بیل بھینس یا کاشت۔" (فتاوی رضویہ، ج 20، ص 370، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

جس کے پاس قرض کے علاوہ نصاب کی مقدار مال نہ ہو وہ فقیر ہے، اس پر قربانی واجب نہیں، جیسا کہ بریقہ محمودیہ میں ہے "و کذا لمن ملك مائتي درهم فما فوقها فارغة عن حوائجه الأصلية لكنه مطالب من العباد بما يستغرق ذلك أو يبقى منه ما لا يبلغ هو أو

قيمته مائتي درهم"ترجمہ: یہی حکم اس شخص کا ہے (یعنی وہ بھی فقیر ہے) جس کے پاس حاجاتِ اصلیہ کے علاوہ دو سو درہم یا اس سے زیادہ مال موجود ہو۔ لیکن لوگوں کا اس پر اتنا قرض ہو جو اس کے پورے مال کو گھیرے ہوئے ہو یا قرض ادا کرنے کے بعد اتنا مال بچے جو دو سو درہم یا اس کی قیمت سے کم ہو۔ (بریقۃ محمودیۃ، ج04، ص70، مطبعۃ الحلبی)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مولانا محمد آصف عطاری مدنی

فتوی نمبر: WAT-5414

تاریخ اجراء: 29 ربیع الاول 1448ھ/12 ستمبر 2026ء